بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡهَآ (جزء ا، رکوع ۱۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منسوخ جو کردیتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلادیتے ہیں تو نازل کردیتے ہیں اس سے بہتر

الحمدُ للّٰه وَالمِنّة

رسالہ

در بحث

ناسخ ومنسوخ

مولفہ

حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی رحمتہ اللہ علیہ

مترجم

(باھتمام)

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیرآباد حیدرآباد، دکن

۱۴۰۳ھ ہجری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سوال: اگر قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے تو آیت وصیت کو کس طرح بیان کرسکتے ہیں اکثر مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ پہلے میراث کی تقسیم مورث کی وصیت کے بموجب تھی چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔لکھا گیا ہے تم پر جبکہ حاضر ہوئی تم میں سے کسی ایک پر موت ان اللّٰـہ غفور رحیم تک جب وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولادمیں۔کی آیت نازل ہوئی تو آیت مورث کا حکم منسوخ ہوگیا یعنے میراث کی قسمت وصیت مورث کے مقتضاے کے موافق ممنوع ہوگئی اور وارثوں کے درمیان وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد میں کے مقتضا کے موافق تقسیم کرنا چاہیئے پس واضح ہوا کہ حکم آیت مورث منسوخ ہے اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: آیت وصیت کو اس طرح بیان کرنا چاہیئے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی نقل کی رعایت بھی ہو اور علماء تفسیر کے بیان کے مخالف بھی نہ ہو مفسروں کی ایک جماعت مانند ابن عباس وحسن بصریؒ اور ان کے امثال اس آیت کے عدم منسوخیت کی قائل ہے چنانچہ تفسیر لباب میں لکھا ہے کہ پس ابن عباسؓ کا مذہب یہ ہے کہ آیت مورث کا وجوب منسوخ ہوگیا اُس شخص کے حق میں جو وارث ہوتا ہے اور باقی رہا وجوب اس کا حق میں اس شخص کے جو وارث نہیں ہوتا ہے والدین اور وہ دوسرے قرابتداروں میں سے یہی قول حسن مردق طاؤس ضحاک اور مسلم بن یسار کا ہے ان لوگوں کی حجت یہ ہے کہ آیت والدین اور قرابتداروں کے لئے وجوب وصیت پر دلالت کرتی ہے پھر وہ وجوب ان لوگوں کے حق میں جو آیت میراث اور حدیث متقدم سے وارث ہوتے ہیں منسوخ ہوگیا پس واجب ہوا کہ آیت کی دلالت باقی رہے وصیت کے وجوب پر اس قرابتدار کے لئے جو وارث نہیں ہوتا ہے اور کتاب ناسخ ومنسوخ میں ہے ضحاک نے کہا کہ جس نے اپنی قرابت کے لئے وصیت نہیں کی تو اُس کا علم معصیت خدا پر ختم ہوگیا۔اور حسن بصریؒ طاوس ضحاک قتادہ سعد ابن یزید اور مسلم ابن یسار نے کہا ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ہے اور مدارک میں وجہ منسوخیت کے بعد فرمایا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت غیر منسوخ ہے کیوں کہ وہ نازل ہوئی ہے حق میں اُن لوگوں کے جو وارث نہیں ہیں بہ سبب کفر کے کیوں کہ یہ نئے نئے مسلمان تھے کوئی آدمی مسلمان ہوجاتا تھا اور اس کے ماں باپ اور اس کے قرابتدار مسلمان نہیں ہوتے تھے اور اسلام نے وراثت کو قطع کردیا پس وصیت مشروع ہوئی ان کے درمیان حقِ قرابت کو مندوباً ادا کرنے کے لئے اور اسی بناء پر کُتِبَ سے فرض مراد نہیں ہے اور تفسیر زاہدی میں وجہ منسوخیت بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ غیر منسوخ ہے لیکن محمول ہے اس پر جب کہ والدین دونو کتابیین ہوں یا دونو غلام ہوں یا اقرب محجوب بالغیر ہو تو نہیں وارث ہوتا ہے پس وصیت اس کے لئے جائز ہے۔ اور بیضاوی میں وجہ منسوخیت بیان کرنے کے بعد کہتا ہے کہ اس میں اعتراض ہے کیونکہ یہ آیت مواریث اس کے معارض نہیں

ہے بلکہ اس کی تاکید کرتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ مطلقاً دلالت کرتی ہے وصیت کی تقدیم پر اور حدیث احاد سے ہے امت کے اس کو قبول کرنے سے تواتر کے ساتھ اس کا الحاق نہیں ہوتا ہے۔ اور دوسری تفسیروں میں ایسے بہت سے اقوال لکھے ہوئے ہیں بخوف طوالت یہاں لکھے نہیں گئے اہل انصاف کیلئے اسی قدر کافی ہے۔

سوال: مفسرین اور مجتہدین اس بات پر متفق ہیں کہ آزاد کے عوض میں آزاد و غلام کے عوض میں غلام پس اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ تک کی آیت بے شک جان کے عوض جان اور آنکھ کے عوض آنکھ وہ لوگ کافر ہیں تک کی آیت سے منسوخ ہے اور ان دونوں آیتوں میں تطبیق کس طرح دے سکتے ہیں اور آزاد کے عوض میں آزاد اور غلام کے عوض میں غلام کو کس طرح غیر منسوخ کر سکتے ہیں۔

جواب: مفسرین اور مجتہدین کی ایک جماعت اس آیت کے عدم منسوخیت کی قائل ہے چنانچہ کشاف میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز حسن بصری عطا اور عکرمہ کی روایت سے ہے کہ یہ مذہب مالکؒ اور شافعیؒ کا ہے کہ آزاد قتل نہ کیا جائے گا غلام کے عوض میں اور مرد قتل نہ کیا جائے گا عورت کے عوض میں انہوں نے لیا ہے اسی آیت کو اور کہتے ہیں کہ یہ آیت تفسیر کرنے والی ہے اُس ابہام کی جو قول میں اللہ تعالیٰ کے ہے کہ جان کے عوض میں جان ہے۔ اور اس وجہ سے کہ یہ آیت آئی ہے حکایت کرنے کے لئے اس بات کی جو لکھی ہوئی ہے توریٰت میں اہل توریٰت پر اسی آیت سے خطاب کئے گئے ہیں مسلمان اور لکھا گیا ہے اُن پر جو لکھا گیا ہے توریٰت میں۔ اور بیضاوی میں اس آیت کے تحت فرمایا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قبائل عرب کے دو قبیلوں کے درمیان خون تھا اور ان دونوں میں سے ایک کیلئے زیادتی تھی دوسرے پر، پس وہ لوگ قسم کھائے تھے کہ ہم تمہارے میں کے آزاد کو ہمارے غلام کے عوض میں قتل کریں گے اور تمہارے میں کے مرد کو ہمارے میں کی عورت کے عوض قتل کریں گے۔ پس جب اسلام آیا تو وہ اپنا مقدمہ رسول ﷺ کے پاس لائے تو آیت مذکورہ نازل ہوئی پس آنحضرت ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ حد سے تجاوز نہ کریں اور آیت دلالت نہیں کرتی ہے اس بات پر کہ آزاد غلام کے عوض اور مرد عورت کے عوض قتل کیا جائے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس کے عکس پر پس یہی بات سمجھ میں آتی ہے جبکہ تخصیص کیلئے کوئی غرض سوائے اختصاص حکم کے ظاہر نہیں ہوتی اور واقعہ جاہلیت کو بیان کرنے کی جو غرض تھی اس کو ہم نے ظاہر کر دیا ہے اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ منع کیا ہے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے آزاد کے قتل کو غلام کے عوض میں عام از یں کہ اس کا غلام ہو یا غیر کا بہ سبب اس روایت کے جو علیؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو قتل کیا پس رسول ﷺ

اس کو کوڑے مارے اور شہر بدر کر دیئے اس کو ایک سال کیلئے اور نہیں فدیہ میں لئے اُس کو عوض میں اُس کے اور حضرت علیؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان عہد والے کافر کے عوض میں اور نہ قتل کیا جائے آزاد غلام کے عوض میں اور اس وجہ سے بھی کہ ابوبکرؓ وعمرؓ نہیں قتل کرتے تھے آزاد کو غلام کے عوض میں صحابہؓ کے سامنے (ایسا ہی حکم کرتے تھے صحابہؓ کے سامنے) اور صحابہؓ اس پر کوئی انکار نہیں کرتے تھے۔ اور سعید ابن مسیّب شعبی قتادہ نخعی اور ثوری کی روایت سے ہے اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کا کہ آیت منسوخ ہے **النفس بالنفس** کی آیت سے اور قصاص ثابت ہے درمیان غلام اور آزاد اور مرد اور عورت کے اور دلیل لاتے ہیں آنحضرت ﷺ کے قول کو کہ مسلمانوں پر لازم ہے برابری رکھنا اُن کے خونوں پر اور یہ کہ جانوں میں ایک دوسرے پر فضیلت دینا غیر معتبر ہے دلیل سے اس بات کی کہ ایک جماعت اگر قتل کر دے ایک آدمی کو تو سب قتل کئے جائیں گے اس کے عوض میں اجماع سے اور بیضاوی کی عبارت کا آخر یہ ہے کہ جس نے اس کی دلالت تسلیم کی اس کو جائز نہیں ہے دعویٰ کرنا اللہ کے قول النفس بالنفس کے ذریعہ سے اس آیت کے منسوخ ہونے کا کیونکہ یہ یعنے النفس بالنفس کی آیت توریٰت کی نقل ہے پس قرآن میں جو آیت ہے وہ توریٰت کی منقولہ آیت کی وجہ سے منسوخ نہ ہوگی صاحب کشاف اور بیضاوی کے کلام سے معلوم ہوا کہ اس کے منسوخ نہ ہونے کی وجہ راجح ہے اللہ رحم کرے اس شخص پر جو انصاف کرے۔

سوال: حضرت سید السادات میاں سید خوندمیرؓ کا قتال ماہ حرام میں واقع ہوا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمدؐ شہر حرام کے متعلق یعنے اس میں قتال کرنے کے متعلق۔ کہد وا ے محمدؐ شہر حرام میں قتال کرنا بڑی بات یعنے بڑا گناہ ہے۔ اگر اس آیت کے حکم کو منسوخ نہ مانیں تو سید السادات کا قتال گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔ اس بارے میں دل کو کس طرح تسکین دے سکتے ہیں۔

جواب: ہم تسلیم نہیں کرتے کہ سید السادات کا قتال ماہ حرام میں واقع ہوا ہے۔ شوال کا مہینہ ماہ حرام میں نہیں ہے جیسا کہ مدارک وغیرہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ اور مدارک میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول بیشک گنتی مہینوں کی اللہ کے پاس بارہ مہینے ہے بارہ مہینوں میں کتاب اللہ میں حرام کئے گئے ہیں تین پے در پے مہینے اور وہ ذوالقعدہ ہے جنگ سے رک کر بیٹھنے کے لئے اور ذی الحجہ ہے حج کے لئے اور محرم ہے تحریم قتال کے لئے اور ایک تنہا مہینہ ہے رجب کا تا کہ عرب اُس کی تعظیم کریں اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ سید السادات کا قتال قرآن کے مخالف ہے بلکہ سید السادات کا قتال قرآن کے موافق ہے اور آیت مذکورہ منسوخ نہیں ہے چنانچہ صاحب کشاف اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ عطاؒ سے پوچھا گیا شہر حرام میں قتال کے متعلق تو قسم کھا کر بولے کہ لوگوں کو حرم اور حرام مہینے میں جنگ کرنا حلال نہیں ہے مگر یہ کہ تم اس میں

قتال کئے جاؤ (اگر مخالفین پیش قدمی کر کے ماہ حرام میں تم پر حملہ کریں تو اسکے جواب میں جنگ کرنا جائز ہوجاتا ہے) اور یہ آیت منسوخ نہیں ہے قتال مذکور میں ابتداء دشمنوں کے متبعین کی طرف سے ہوئی ہے نہ کہ سید السادات کی طرف سے چنانچہ یہ بات مشہور ہے۔

سوال: ابتداء اسلام میں کافروں کی گواہی مومنوں کے معاملہ میں جائز اور مقبول ہوتی تھی چنانچہ آیت **او اخــران مــن غيــر كــم** (یا دو دوسرے تمہارے غیر) سے معلوم ہوتا ہے اور اس وقت میں مجتہدوں کی قرارداد یہ ہے کہ ان کی (کافروں کی) گواہی مومنوں کے معاملے میں مردود ہے اور اس آیت مذکورہ کا حکم منسوخ ہے پس اس کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: یہ آیت غیر منسوخ ہے اس کی منسوخیت کی جو وجہ بیان کی گئی ہے وہ بہت ضعیف ہے چنانچہ کشاف اور مدارک اور دوسری تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے اور کشاف میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ تم میں سے یعنی تمہارے اقارب میں سے نہ کہ تمہارے غیر سے یعنے اجنبیوں سے۔ اگر تم چلوز مین میں یعنے جب کہ واقع ہو موت سفر میں اور نہ ہووے تمہارے ساتھ کوئی شخص تمہارے خاندان سے تو گواہ رکھو تم دو اجنبیوں کو وصیت پر اور قرابت داروں کو اولیٰ قرار دیا کیوں کہ وہ زیادہ جاننے والے ہیں میت کے احوال کو اور زیادہ جاننے والے ہیں اس کی مصلحتوں کو اور وہی لوگ اس کے زیادہ خیر خواہ ہیں اور کہا گیا ہے کہ **منكم** سے مراد **من المسلمين** ہے اور **من غير كم** سے مراد **من اهل الذمه** ہے بخوف طوالت دوسری تفسیروں کے نقول نہیں لکھے گئے غرض یہ ہے کہ اس آیت میں غیر منسوخیت کی وجہ راجح ہے۔

سوال: مسکرات یعنی نشہ لانے والی چیزوں کی اباحت نص قرآن سے معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومنو! تم نماز کے نزدیک نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو۔ اس آیت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اوقات نماز کے سوائے دوسرے اوقات میں نشہ مباح تھی اس کے بعد **انما الخمر والميسر** کی آیت آیت مذکورہ کی ناسخ ہوئی پس آیت **لا تقربوا الصلوٰة وانتم سكارىٰ** کو کس طرح غیر منسوخ کہہ سکتے ہیں۔

جواب: اوپر کے جو سوالات لکھے گئے کوئی نہ کوئی وجہ اپنے پاس رکھتے ہیں لیکن یہ سوال تو بے سوچ سمجھے کیا گیا ہے۔ **انما الخمر والميسر** کی آیت **لاتقربوا الصلوٰة وانتم سكارىٰ** کی تاکید ہے نہ کہ اس کی ناسخ توضیح اور اس کی شرح تلویح میں نسخ کی تعریف مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ یہ اشکال دور ہو اور توضیح میں ہے اور نسخ یہ ہے کہ ایک دلیل شرعی متعارض ہو دوسری دلیل شرعی کے درحالیکہ وہ چاہنے والی ہے اس کے حکم کی مخالفت کو جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا **انما الخمر والميسر**

اورتوضیح میں ہے اُس کےقول **عن دلیل شرعی** میں لفظ دلیل کا ذکر کتاب اللہ اورسنت قولی وفعلی وغیرہ کوشامل ہے اورنکل گئی وہ چیز جوبطریق نسیاں واخراج کے دلوں سے زائل ہوبغیراس کے کہ ردکردے کوئی دلیل اوراسی طرح تلاوت کا نسخ ہے کیونکہ مقصودنسخ کی تعریف ہے جواحکام سے متعلق ہے اُس کا قول **خلاف حکمہ** یعنے دلیل شرعی کے حکم کے خلاف جو آگے ذکرکی گئی ہوپس نکل گئی اُس سے تخصیص کیونکہ وہ متعارض نہیں ہوتی اوردلیل شرعی کا ورود درحالیکہ وہ چاہنے والا ہے عقل کے حکم کے خلاف یعنے اباحت اصلیہ کواورمراد **خلاف حکمہ** سے وہ چیز ہے جواُس کی مدافعت کرتی ہےاوراُس کے منافی ہوتی ہے نہ کہ مجرداس کا مغائر ہونا جیسے صوم وصلوٰۃ پس اس تعریف کے مقتضاکے موافق **لا تقوبو االصلوٰۃ** کی آیت کو **انما الخمر والمیسر** کی آیت سے منسوخ نہیں کہہ سکتے۔

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری عورتوں میں سے وہ جوفاحشہ کام کے نزدیک آتے ہیں الخ اوراللہ فرماتا ہے کہ تم مردوں میں سے وہ جوفاحشہ کام کے پاس آتے ہیں الخ مفسروں کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ان دونوآیتوں کاحکم آیت رجم اورزانیہاورزانی کی آیت سے منسوخ ہے۔ابتداءاسلام ان دونوآیتوں پرعمل تھاجب زانیہاورزانی کی آیت نازل ہوئی تووہ دونوآیتوں کاحکم منسوخ ہوگیاپس ان دونوں آیتوں کوغیرمنسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: تفسیرکشاف تفسیرمدارک تفسیربیضاوی تفسیرشہابی اوردوسری تفسیروں میں اُن دونوآیتوں کےمنسوخ نہ ہونے کی وجہہ بیان کی ہے چنانچہ مدارک میں لکھتے ہیں کہ۔ابن حجرنے کہا کہ پہلی آیت فاحشہ کاموں کے بارے میں اوردوسری آیت قومِ لوط کاعمل کرنے والوں کے بارے میں ہےاورجوسورۂ نورمیں زانیہاورزانی کی آیت میں احکام ہیں وہ دلیل ظاہر ہیں ابوحنیفہؒ کیلیئے اس بات پرکہ مردسزادیاجائے گالواطت کے بارے میں اورحدنہ ماراجائے گااورمجاہدنے کہا کہ لواطت میں تکلیف ہےاوریہ قول ابومسلم اصفہانی کاپسندیدہ ہےاوردلیل لایاہےاس طرح کہ اللہ تعالیٰ کاقول **واللذان** صرف مردوں کی طرف اشارہ ہےجس میں منکم ضمیرجمع مذکرکاذکرکیاگیاہےاوراسی بناپرحکم نسخ کامحتاج نہیں ہے پس سمجھواورانصاف کروخداتم پررحم کرے۔

سوال: ابتداءاسلام میں ایک مومن کیلیئے دس کافروں کے مقابلہ میں صبرکرناواجب تھافرارہوناحرام تھاچنانچہ اگر ہووےتم میں سے بیس صبرکرنے والے غالب ہوں گے دوسوپر۔کی آیت سے یہی بات معلوم ہوتی ہے اِس کے بعد جب اب اللہ نےتخفیف کیاتم سےاورجاناکہ تم میں کمزوری ہے۔کی آیت نازل ہوئی توپہلی آیت کاحکم منسوخ ہوگیاایک مومن کو دوکافروں کےمقابلہ میں صبرکرناواجب ہواپس پہلی آیت کوغیرمنسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: تفسیر مدارک میں اگر ہووے تم میں سے بیس صبر کرنے والے الخ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کا منسوخ نہ ہونا ظاہر ہے قول سے اللہ تعالیٰ کے یہ اللہ کی طرف سے عزت اور بشارت ہے کہ مومنوں کی جماعت اگر صبر کرے تو اپنے جیسے دس کافروں پر اللہ کی مدد اور تائید سے غالب ہوگی کہا گیا ہے کہ اُن پر یہ واجب تھا کہ وہ نہ بھاگیں اور ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے پھر یہ بات اُن پر گراں گذری تو وہ حکم منسوخ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے دو کے مقابلہ میں ایک کے ثابت قدم رہنے کا حکم دیکر اُن سے مذکورہ بار کو ہلکا کر دیا موافق قول اللہ تعالیٰ کے اب اللہ نے ہلکا کر دیا تم سے اُن بوجہہ کو صاحب مدارک کے کلام سے معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ کی منسوخیت ضعیف ہے کیونکہ یہ وصف شرط کے امر کے معنی میں ہونے پر موقوف ہے کہ ایک آدمی دس کے مقابلہ میں صبر کرے اور یہ بہت خلاف ظاہر ہے اور محاورۂ عربی کے بھی مخالف ہے کیوں کہ کلام جزا اور شرط واقع ہوا ہے جس شخص کو عربی زبان میں مہارت ہے اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور اسی لئے صاحب مدارک نے کہا ہے کہا گیا ہے کہ واو چھوڑ دیا جاتا ہے یہ اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ اس آیت کی منسوخیت کا قول ضعیف ہے۔

سوال: پس معاف کرو اور درگذر و تم یہاں تک کہ اللہ اپنے حکم کو لاوے کی آیت۔ پس قتل کرو تم مشرکوں کو جہاں کہیں پاؤ۔ کی آیت اور قتال کرو سب مشرکین کے ساتھ۔ کی آیت سے منسوخ ہے پس آیت مذکورہ کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: آیت مذکورہ میں عفو اور صفح یعنے معاف کرنا اور درگذر کرنا مطلق نہیں ہے کہ اس سے ہمیشگی سمجھی جاوے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قول۔ یہاں تک کہ لاوے اللہ اپنے حکم کو سے مقید ہے صاحب بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ ہے۔ اس میں نظر ہے کیونکہ حکم مطلق نہیں ہے یعنے پس معاف کرو اور درگذر دونو مقید ہیں اللہ تعالیٰ کے قول۔ یہاں تک کہ لاوے اللہ اپنے حکم کو۔ سے پس اس بنا پر یہ آیت منسوخ نہیں ہوگی۔

سوال: اللہ عز وجل کا قول کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے الخ ایک جماعت مفسروں کی اس بات پر متفق ہے کہ یہ آیت جو چاہے غیر اسلام کے دین کو پس ہر گز نہیں قبول کیا جائے گا اس سے۔ کی آیت سے منسوخ ہے پس آیتِ مذکورہ کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: اُس جماعت کا قول نہایت کمزور ہے اور اکثر مفسروں کے اقوال کے مخالف ہے امام زاہدی اور مولان حافظ الدین اور قاضی بیضاوی نے اس قول کی طرف کچھ التفات نہیں کیا ہے۔

سوال: کہو تم لوگوں سے اچھی بات۔اس آیت کو منجملہ آیات منسوخہ کے شمار کئے ہیں۔قتل کرو تم مشرکین کو جہاں تم اُن کو پاؤ۔کی آیت کو اُس آیت کی ناسخ کہے ہیں پس اس مقام میں کیا کہہ سکتے ہیں۔

جواب: اس آیت کی منسوخیت کی وجہ نہایت کمزور اور ضعیف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول لوگوں سے اچھی بات کہو۔بنی اسرائیل سے خطاب ہے اور یہ اُن کے عہد کی حکایت کے بارے میں واقع ہوا ہے اور باوجود اس کے اُس میں مشرکین کے قتل سے روگردانی کرنے کا حکم بھی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول پس قتل کرو تم مشرکین کو۔مسلمانوں کے ساتھ محمدؐ کے لئے خطاب ہے پس اُس آیت کا نسخ اس آیت سے نہ ہونا چاہیئے اور اسی وجہ سے اکثر علماء تفسیر جو علم اور تقویٰ میں مشہور ہیں اس وجہ کو اپنی تفسیروں میں ذکر نہیں کئے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔نہیں بنایا ہم نے اُس قبلہ کو جس پر تو تھا الخ یہ آیت کعبہ کی جانب سے بیت المقدس کی طرف تحویل قبلہ کے باب میں ہے۔چنانچہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے حضرت رسالت پناہ ﷺ ملّہ میں کعبہ کی طرف نماز ادا کرتے تھے۔جب مکہ سے ہجرت فرمائے اور مدینہ میں متوطن ہوئے تو آیت مذکورہ کے حکم کے موافق بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرنے لگے اس کے بعد حب۔پس اپنے منھ کو مسجد حرام کی طرف پھیر لے۔کی آیت نازل ہوئی تو قبلہ بیت المقدس کی جانب سے کعبہ کی طرف تحویل پایا۔اور نہیں بنایا ہم نے اُس قبلہ کو الخ کی آیت صرف تلاوت کے لئے رہ گئی اور اس کا حکم منسوخ ہوگیا۔پس آیت مذکور کو غیر منسوخ کس طرف کہہ سکتے ہیں۔

جواب: آیت مذکورہ بیت المقدس سے کعبہ کی جانب تحویل قبلہ کے باب میں ہے نہ کہ کعبہ کی جانب سے بیت المقدس کی جانب چنانچہ تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے اور قبلہ کی تحویل کعبہ کی جانب سے بیت المقدس کی جانب اکثر علماء اصول کے نزدیک سنت سے ثابت ہے نہ کہ کتاب سے بالفرض اگر اس تحویل کے بارے میں کوئی آیت ہے بھی تو وہ آیت قرآن میں متلو نہیں ہے چنانچہ صاحبِ توضیح وتلویح کے کلام سے واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جان کہ نبی ﷺ جب تک مکہ میں تھے کعبہ کی طرف رخ کرتے تھے اور یہ بات معلوم نہیں کہ کعبہ کی طرف رخ کرنا کتاب سے تھا یا سنت سے جب آپ مدینہ تشریف لائے تو سولہ مہینوں تک بیت المقدس کی طرف رخ فرمائے اور یہ بات کتاب سے ثابت نہیں ہے بلکہ سنت سے ہے پھر یہ عمل کتاب سے منسوخ ہوگیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول۔پس مسجد حرام کی طرف اپنا منھ پھیر لے ہے پس سنت کا کتاب سے منسوخ ہونا یقینی ہے توضیح کا کلام تمام ہوا اور تلویح میں یہ ہے کہ اس میں بحث ہے کیوں کہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے پر سنت سے کوئی دلیل ثابت نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ قرآن میں غیر متلو ہے اور یہ بات موجب یقین نہیں ہوتی۔اس کلام سے

معلوم ہوا کہ اس آیت میں منسوخیت کی بحث کرنا بیکار بات ہے۔

سوال: سورۃ قل یا یھا الکافرون میں تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ کی آیت مفسروں کے اتفاق سے منسوخ ہے۔ اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: قاضی بیضاوی نے تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ کی آیت کے تحت لکھا ہے کہ اس آیت میں نہ کافر بننے کی اجازت ہے اور نہ جہاد کی ممانعت ہے تاکہ آیت قتال سے یہ آیت منسوخ قرار دی جاتی اے اللہ مگر جب کہ تفسیر کی جائے باہم برکت سے اور فریقین میں سے ہر ایک کی تقریر سے دوسرے کے لئے اس کے دین پر ہے اور دین کی تفسیر حساب اور جزا اور دعا اور عبادت سے بھی کی گئی ہے پس قاضی بیضاوی کے کلام سے واضح ہوا کہ اس کی غیر منسوخیت کی وجہ غالب ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور وہ لوگ جو وفات پاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑتے ہیں بی بیوں کو اس حال میں کہ وصیت ہے ان کی بی بیوں کے لیئے عزیز حکیم تک۔ مفسروں کا اتفاق اس بات پر ہے کہ یہ آیت اور وہ لوگ جو وفات پاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑتے ہیں بی بیوں کو روکی رہیں وہ اپنے آپ کو چار مہینے دس دن تک۔ کی آیت سے منسوخ ہے اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: تفسیر عباسی میں آیت مذکورہ کے بیان میں فرماتے ہیں کہ۔ پس اگر نکل جاویں وہ اپنے آپ کو روکنے سے پہلے یا شادی کر لیں وہ ایک سال کے پہلے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے یعنی میت کے اولیاء اُس کا نان ونفقہ روک دیں اور اس کو گھر سے نکالدیں بعد اس کے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر سے نکل گئی یا شادی کر لی۔ تفسیر بیضاوی میں فان خرجن کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اُس عورت کو گھر میں بیٹھی رہنے اور نان ونفقہ لینے اور گھر سے نکلنے اور نفقہ نہ لینے کے درمیان اختیار تھا۔ صاحبِ لباب اور اکثر مفسرین اس آیت کو اسی طرح بیان کرتے ہیں زنِ شوہر مردہ کو مخیّرہ کہتے ہیں بناؤ سنگار اور اُس کی شادی کو ایک سال گذرنے سے پہلے جائز رکھتے ہیں پس معلوم ہوا کہ یتربصن بانفسھن الخ کی آیت اترنے سے پہلے زن شوہر مردہ پر ایک سال تک رکی رہنا واجب نہ تھا جو آیت مذکورہ کے نزول کے بعد اس کا وجوب منسوخ ہوتا بلکہ اللہ نے اس کو ایک سال تک شوہر کے گھر میں ٹھیری رہنے اور نان ونفقہ اور سکنیٰ کے اخراجات لینے اور نکلنے اور نفقہ نہ لینے اور اخراجات سکنیٰ نہ لینے کے درمیان اختیار دے رکھا تھا اور جو کچھ مفسروں کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ وصیت نفقہ اور سکنیٰ کی ابوحنیفہؒ کے نزدیک آیت میراث سے منسوخ ہوئی یہ بات حق اور درست ہے لیکن منسوخیت کا حکم مسلمان عورتوں کے حق میں ہے کیونکہ وہ لیتی ہیں چوتھا

اور آٹھواں حصہ میراث کا اتفاقاً نفقہ کے عوض اور سکنیٰ بھی لیتی ہیں نزدیک ابوحنیفہؒ کے پس مسلمان عورتوں کے سکنیٰ کے حق میں ابوحنیفہؒ کے پاس آیت مذکورہ کا حکم باقی ہے اور کتابی عوتوں کے نفقہ اور سکنیٰ کے حق میں بالاتفاق وصیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں ہے کیونکہ اختلاف ملّت کی وجہ سے کتابی عورتیں میراث نہیں لے سکتیں یہ مفسروں کے قول کے موافق ہے جو کہا ہے تحت آیت **کتب علیکم اذا حضر احد کم الموت اقربین** تک چنانچہ امام زاہدی نے تحت آیت اور مت نکاح کروتم مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں۔لکھتا ہے کہ مشرک اور مشرکہ کا لفظ واقع ہوتا ہے کتابیہ پر مگر یہ کہ حکم آیت کا منسوخ ہوگیا کے حق میں حج وداع کے سال میں آیت مائدہ سے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ۔اور کھانا اُن لوگوں کا جو دیئے گئے کتاب کو حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے اُن کے لئے الخ اور حق میں مشرکات کے آیت کا حکم باقی رہا۔اور روایت کیا ہے ابوداؤد نے کہ آیت کا حکم بعض کے حق میں منسوخ ہوا ہے اور بعض کے حق میں باقی ہے۔یہاں تک ہے زاہدی کا کلام۔اور اصول فقہ کی کتابیں بھی اس کی شہادت دیتی ہیں۔جیسا کہ ان کا قول ہے اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے کہ۔اور وہ لوگ جو وفات پاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑتے ہیں بی بیوں کو روکی رہیں وہ اپنے آپ کو چار مہینے دس دن۔ان آیتوں کا حکم حاملہ عورتوں کے حق میں منسوخ ہوگیا قول سے اللہ تعالیٰ کے حمل والیاں ان کی مدت یہ ہے کہ وہ رکھدیں اپنے حمل کو یعنے جنین۔پس یہ حکم اُن کے غیر کے حق میں باقی ہے۔منسوخ نہیں ہے پس اسی طرح یہاں بھی ہے۔پس آیت مذکورہ کو اس وجہ سے غیر منسوخ کہہ سکتے ہیں۔واللہ اعلم بالصواب نیز جاننا چاہیئے کہ ہمارا مدعا یہ نہیں ہے کہ کسی وجہ سے قرآن میں نسخ نہیں ہے اور کسی مفسر نے نسخ نہیں کہا ہے ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں حالانکہ کتاب سے نسخ ثابت ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے کہ۔ہم جو منسوخ کرتے ہیں آیت کو یا بھلا دیتے ہیں اس کو تو لاتے ہیں ہم اس سے بہتر آیت کو یا اُس کی جیسی آیت کو۔نسخ کے ذکر سے تفسیریں بھری پڑی ہیں۔چنانچہ یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں ہے بلکہ ہمارا مدعا یہ ہے کہ کوئی آیت قرآن میں متلو نہیں ہے کہ اس کو بہمہ وجوہ منسوخ کہہ سکیں اور کسی ایک وجہ سے غیر منسوخ نہ کہہ سکیں چنانچہ یہی مذہب بعض علماء کا ہے جو توضیح کے کلام سے سمجھا جاتا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میراث تقسیم کرنے کے وقت قرابتدار یتیم اور مسکین آجائیں تو میراث میں سے اُن کو بھی دو الخ اس آیت کا حکم میراث کی آیت سے منسوخ ہو چکا ہے۔پس آیت مذکورہ کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: صاحب مدارک اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ **فارزقوھم** کے معنی **فاعطوھم** ہیں والدین اور قرابتداروں کے ترکہ میں سے ان کو دو اور یہ امر مندوب ہے اور یہ منسوخ نہیں ہوا ہے۔اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ابتداء میں

یہ حکم واجب تھا پھر میراث کی آیت سے منسوخ ہوگیا۔اور بیضاوی میں فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تقسیم پانے والے ترکہ میں سے ان کے دلوں کو خوش کرنے کے لئے اوران کو خیرات دینے کے ارادہ سے کچھ دواور یہ امر مندوب ہے جو وارثوں کی طرف سے پہنچایا جاتا ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ امر وجوب ہے پھراس کے منسوخ ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ہر دو مفسروں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی غیر منسوخیت کی وجہ غالب ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے وہ لوگ جو ایمان لائے تم پر روزے لکھے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے کے لوگوں پر لکھے گئے۔اس آیت کا حکم حلال کیا گیا ہے تمہارے لئے روزوں کی رات میں ملنا تمہاری بی بیوں سے الخ کی آیت سے منسوخ ہے پس اس آیت مذکورہ کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: امام زاہدی فرماتے ہیں کہ یہ تشبیہ بالا یجاب ہے (واجب کی تشبیہ واجب سے ہے) نہ کہ روزہ کی تشبیہ روزہ سے ہے پس بنا بریں وہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔اور صاحبِ مدارک نے اس آیت کی تفسیر میں اس کے منسوخ ہونے کا ذکر بالکل نہیں کیا ہے پس معلوم ہوا کہ اس کی منسوخیت کی وجہ ضعیف ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔اوراوپران لوگوں کے جو طاقت رکھتے ہیں اس کی ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔ اس آیت کا حکم پس جو شخص کہ حاضر ہوئے تم میں سے رمضان کے مہینے میں پس چاہیئے کہ روزہ رکھے اس مہینہ میں کی آیت سے منسوخ ہے پس آیت مذکورہ کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: مدارک میں اس آیت کے تحت منسوخیت کی وجہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی **لا یطیقونہ** کے ہیں یعنے جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں کیوں کہ حفص کی قرأت بھی اسی طرح کی ہے اوراس بنا پر اس آیت کا حکم منسوخ نہ ہوگا اور تفسیر عباسی میں اس آیت کی منسوخیت کی وجہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ **وعلی الذین یطیقونہ** کے معنی یہ ہیں کہ فدیہ دو یعنے جو طاقت نہیں رکھتے ہیں روزے کی مثلاً بوڑھا اور بڑھیا کہ یہ دونوں روزے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں ان پر ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے پس چاہیئے کہ وہ دونوں ہر روز رمضان کے روزے نہ رکھنے کے عوض نصف صاع گیہوں مسکین کو دیں۔تفسیر زاہدی اور دوسری تفاسیر کا کلام بھی اسی معنی کے موافق ہے پس آیت مذکورہ کو منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

سوال: اور قتال کرو تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے قتال کرتے ہیں اور حد سے تجاوز مت کرو تم بیشک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔اس آیت کا حکم پس قتل کرو تم مشرکین کو اکٹھے کی آیت سے منسوخ ہے پس

آیت مذکورہ کو کس طرح غیر منسوخ کہہ سکتے ہیں۔

جواب: اس کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ مقاتلوں سے مراد تمام کافر ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں سے قتال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں پس وہ لوگ قتال کے حکم میں ہیں **و لا تعدوا** یعنے حد سے تجاوز مت کرو کا حکم اپنے جانب سے قتال شروع کرنے کے متعلق ہے جو دعوتِ اسلام سے پہلے کا ہے یا صلاح کے ساتھ کا ہے پس اس بناء پر آیت کا حکم منسوخ نہ ہوگا۔ یہ وہ مضمون ہے جو مفسرین کے کلام سے سمجھ میں آتا ہے پس جو شخص اس بات کی تحقیق کرنا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ تفاسیر کا مطالعہ کرے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔ پوچھتے ہیں تجھ سے کہ وہ کیا خرچ کریں الخ اس آیت کا حکم زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ ہے اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: اگر اس انفاق کو جو آیت میں مذکور ہے ہم فرض کہیں تو منسوخ کہہ سکتے ہیں اور اگر مستحب کہیں تو منسوخ نہ ہوگا چنانچہ مفسروں نے آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ جواب میں اسی طرح کہا گیا ہے کیونکہ ان دونوں آیتوں میں ایک[1] ہی سوال کا جواب ہے اور وہ سوال انفاق ہی کے متعلق ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں سائل کے جواب میں ایک ایسے امر کا ذکر فرمایا ہے جو سائل کے پیش نظر نہ تھا اس کو آگاہ کرنے کے لئے وہی امر زیادہ مستحق دریافت کا ہے۔ کیوں کہ انفاق کا اعتبار نیکی کے سوائے کسی اور چیز سے متعلق نہیں ہے اور جو جواب دیا گیا ہے اس کے ضمن میں بظاہر یہ جواب داخل کیا گیا ہے من خیر کا لفظ فرما کر جواب ادا کیا ہے اور اس آیت میں مقتضاء ظاہر کے موافق جواب کو جاری کیا ہے جیسا کہ کسی پر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ اور جب بات یہی ہے تو جو آیت اولیٰ کا جواب ہوگا وہی اس آیت کا جواب ہوگا۔ پس غور کرو۔

سوال: قول اللہ تعالیٰ کا۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے الخ اس آیت کا حکم آیتِ سیف سے منسوخ ہے اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

---

[1] خلاصہ یہ ہے کہ سوال ایک ہی ہے اس کا جواب آیتِ مذکورہ میں اور زکوٰۃ کی آیت میں دو طرح سے دیا گیا ہے۔ دونو جوابوں کا مطلب ایک ہی ہے کیوں کہ آیتِ مذکورہ میں جواب عفو ہے یعنے جو مال حاجت سے زیادہ بچ رہے اس کو دو اور آیت زکوٰۃ میں بھی یہی مطلب ہے کہ جو مال حاجت سے زیادہ بچ رہے اس کو دو۔ ہر دو آیتوں میں انفاق ہی کے سوال کا جواب ہے۔ لہٰذا آیتِ مذکورہ کو آیت زکوٰۃ سے منسوخ قرار نہیں دے سکتے۔

جواب: اس آیت کی منسوخیت پر مفسروں کا اتفاق نہیں ہے مفسروں کی ایک جماعت آیت مذکورہ کے منسوخ نہونے کی قائل ہے چنانچہ تفسیر عباسی وزاہدی وبدائع اور دوسری تفسیروں سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے۔ عباسی میں فرماتے ہیں کہ **لا اکراہ فی الدین** کے معنی یہ ہیں کہ توحید کا قائل ہونے کیلئے اہل کتاب اور مجوس میں سے کوئی شخص مجبور نہیں کیا جائے گا عربوں کے اسلام لانے کے بعد اور زاہدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ **لا اکراہ فی الدین** نہی ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ دین اسلام لانے کیلئے کسی کو مجبور مت کرو اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ نفی ہے اور یہی معنی بہتر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام اعتقادی[1] کراہت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ دین میں مجبور کرنا نہیں ہے کیونکہ حقیقت میں مجبور کرنا غیر کو ملزم بنانا ہے اور ایسا فعل ہے کہ جس میں تمام لوگوں کی بھلائی نہیں دیکھی جاتی لیکن ہدایت اور گمراہی میں فرق ظاہر ہو چکا جو ایمان کو کفر سے الگ کر کے بتاتا ہے کھلی ہوئی نشانیوں کے ساتھ اور ایمان پر دلیل کی دلالت رہ یابی ہے جو سعادت ابدی کو پہنچاتی ہے اور رشد سے کفر کرنا ہمیشہ کی بدبختی کو پہنچاتا ہے عقلمند کو جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اُس کا نفس ایمان کی طرف جھپٹتا ہے تاکہ سعادت اور نجات کی کامیابی کو طلب کرے اور وہ نہ اکراہ کا محتاج ہے اور نہ الحاح کا پس ان وجوہ کی بناء پر اس آیت کو منسوخ کہنے کی حاجت نہیں ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم گواہ رکھو جب کہ تم معاہدہ کرو۔ اس آیت کا حکم پس اگر اعتبار کریں بعض تمہارے بعض کا۔ کی آیت سے منسوخ ہے پس اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ امر ونہی اس آیت میں بمعنی استحباب ہے اکثر ائمہ کے پاس اور کہا کہ بیشک وہ وجوب کے لئے ہے پھر اس کے احکام اور اس کے منسوخ ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے تفسیر مدارک اور دوسری تفسیروں کا کلام اس آیت کے موافق ہے پس معلوم ہوا کہ اس آیت کی غیر منسوخیت کی وجہ غالب ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو سوائے اس کے نہیں کہ تیرا کام پہنچا دینے کا ہے۔ اس آیت کو آیت سیف سے منسوخ کہتے ہیں اس آیت کے منسوخ نہونے کی کیا وجہ ہے۔

جواب: اس کے منسوخ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت میں قتال سے منھ پھیر لینے کا کوئی اشارہ نہیں ہے جس کی وجہ سے منسوخ قرار دی جائے اس وجہ سے مفسروں نے اس آیت کی تفسیر میں اسکے منسوخ ہونے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

سوال: اے لوگوں جو ایمان لائے ڈرو تم اللہ سے حق اس سے ڈرنے کا۔ اس آیت کو منجملہ آیات منسوخہ کے شمار کئے

---

[1] اعتقادی کراہت کے ساتھ یعنے دین اسلام اعتقاد شرک وکفر کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔

جاتے ہیں اور ڈروتم اللہ سے جہاں تک تم سے ہوسکتا ہے۔کی آیت کواُس آیت کی ناسخ کہے ہیں اس مقام میں کیا کہنا چاہیئے ۔

جواب: اس آیت کی منسوخیت کی وجہ نہایت ضعیف ہے جمہور مفسروں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ہے۔قاضی بیضاوی حق اس سے ڈرنے کا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حق اس سے ڈرنے کا یہ ہے کہ واجبات کی ادائی اور محارم سے پرہیز حتی الوسع کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ڈروتم اللہ سے جہاں تک تم سے ہو سکے اس کلام سے واضح ہوا کہ ڈروتم اللہ سے جہاں تک تم سے ہوسکے۔کی آیت ڈروتم اللہ سے حق اس سے ڈرنے کا کی آیت کی مفسر ہے نہ کہ اس کی ناسخ ہے پس سمجھےاور انصاف کر خدا تجھ پر رحم کرے۔

سوال: قول اللہ تعالیٰ کا ان عورتوں کی جس چیز سے تم نے فائدہ اٹھایا انکی اجرتیں انکو دو بطور فرض کے اس آیت سے نکاح متعہ معلوم ہوتا ہے اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کے زمانہ میں صرف تین دن اس آیت پر عمل رہا اس کے بعد اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا یہاں کیا کہنا چاہیئے ۔

جواب: مفسروں نے اس آیت کی منسوخیت کی وجہ کو ضعیف قرار دیا ہے چنانچہ تفاسیر سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے اللہ کے قول **فما استطعتم بہٖ منھن** کے تحت معالم التنزیل میں ذکر کیا گیا ہے کہ علماء نے اس کے معنی میں اختلاف کیا ہے حسن اور مجاہد نے کہا ہے کہ **فما استمعتم به منهن** کے معنی یہ ہیں کہ تم نے جو فائدہ اٹھایا اور لذت حاصل کی نکاح صحیح سے نکاح میں آئی ہوئی عورتوں سے جماع کر کے تم ان کی مہروں کو دیدو اور کہا گیا ہے کہ دوسرے مفسروں نے کہا ہے کہ اس نکاح سے مراد نکاح متعہ ہے بیضاوی مدارک عباسی اور دوسری تفسیروں کا کلام اسی معنی کے موافق ہے پس ظاہر ہوا کہ اس آیت کی منسوخیت کی وجہ ضعیف ہے کیوں کہ قیل کے تحت مذکور ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔اور وہ لوگ کہ جن کے ساتھ تم نے قسم کھا کر معاہدہ کیا ہے پس تم اُن کو ان کا حصہ دیدو الخ اس آیت کا حکم قرابتدار بعض ان کے زیادہ مستحق ہیں بعض سے اللہ کی کتاب میں ۔کی آیت سے منسوخ ہے اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: تفسیر عباسی میں اس کی منسوخیت کی وجہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔اگر دیا تم نے تہائی سے اُن کے حصّہ کو۔اور تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ یہاں مراد عقد موالات ہے (آقا کا اپنے غلام کو یہ کہنا کہ میرے بعد تو میرا وارث ہے) اور وہ مشروع ہے اور وراثت عام صحابہؓ کے پاس اس آیت سے ثابت ہے اور یہ ہمارے لئے دلیل ہے۔اور بیضاوی میں ابوحنیفہؒ سے یہ روایت لکھی گئی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی آدمی کے ہاتھ پر مسلمان

ہوجائے اور باہم عقد کریں اس بات پر کہ اگر کوئی قصور کرے تو باہم ایک دوسرے کی وصیت دیں گے اور ایک دوسرے کے وارث ہوں گے تو ایسا کرنا صحیح ہے۔ زاہدی کا کلام اور دوسری تفسیروں کا کلام اس معنی کے موافق ہے اس کلام سے غیر منسوخیت کی وجہ کی توجیہ ظاہر ہے۔

سوال: قول اللہ تعالیٰ کا۔ پس تو منہ پھیر لے اُن سے اور نصیحت کر اُنکو یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر اللہ نے سیف کی آیت سے منہ پھیرنے اور نصیحت کرنے کے حکم کو منسوخ کر دیا۔ پس وہ آیت کس طرح غیر منسوخ ہوگی۔

جواب: مدارک میں منہ پھیر کے معنے غدر قبول کرنے سے منہ پھیرنے کے ہیں اور نصیحت کر کے معنی نصیحت کر ساتھ ڈانٹ ڈپٹ اور انکار کے ہیں۔ اور ڈرانے اور دھمکانے کے ساتھ نصیحت میں مبالغہ کرنیکے ہیں۔ اور معالم التنزیل میں ہے حسن نے کہا قول بلیغ یہ ہے کہ تو اُن سے کہہ کہ اگر تم نے تمہارے دلوں کی بات یعنے نفاق کو ظاہر کر دیا تو تم قتل کئے جاؤ گے کیونکہ یہ بات تمہارے نفوس میں پوری طرح پہنچتی ہے پس اس طرح پر یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو معاف کر دے اور ان سے درگذر کر بیشک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اس آیت کا حکم آیت سیف سے منسوخ ہے اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: اکثر مفسروں نے اس آیت کی غیر منسوخیت کی وجہ بیان کی ہے بیضاوی میں فرماتے ہیں کہ اگر وہ لوگ توبہ کریں اور ایمان لائیں اور معاہدہ کریں اور جزیہ کو لازم کریں تو تو ان کو معاف کر دے اور اُن سے درگذر کر۔ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ اور کہا گیا ہے کہ اُن میں سے جو لوگ مومن ہو جائیں تو تو ان کو معاف کر دے اور ان کی گذشتہ خطاؤں پر اُن کا مواخذہ مت کر مدارک اور دوسری تفسیروں کا مضمون اسی معنے کے موافق ہے پس اس وجہ سے آیت مذکورہ کو غیر منسوخ کہہ سکتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پس اگر وہ لوگ تیرے پاس آئیں تو ان کے درمیان تو حکم کر دے (فیصلہ سنا دے) یا ان سے منہ پھیر لے اور اگر تو ان سے منہ پھیر لے گا تو وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اس آیت کا حکم۔ اور اگر حکم کرے ان کے درمیان موافق اس کے جس کو اتارا اللہ نے۔ کی آیت سے منسوخ ہے پس آیت مذکورہ کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: صاحبِ معالم اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اختیار دیا ہے اللہ نے اپنے رسول کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے میں اگر چاہے تو فیصلہ کرے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے آیت کے حکم میں علماء نے اختلاف کیا ہے بلکہ اس آیت سے تو

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل ذمہ جب ہمارے پاس مقدمہ کو پیش کریں تو ان کے درمیان فیصلہ کرنے میں مسلمان حاکم کو اختیار ہے (چاہے فیصلہ کرے چاہے چھوڑ دے) اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ یہ حکم ثابت ہے اور سورہ مائدہ میں کوئی حکم منسوخ نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کے حاکم کو اختیار ہے اہل کتاب کے درمیان فیصلہ کرنے میں اگر وہ چاہیں گے تو مسلمان حاکم کو اپنا حکم بنائیں گے اور اگر چاہیں گے تو حکم نہیں بنائیں گے اور اگر وہ مسلمان حاکم کو حکم بنائیں گے تو مسلمان حاکم اسلامی احکام کے موافق فیصلہ کریگا یہی قول نخعی شعبی عطا اور قتادہ کا ہے پس اس بنا پر یہ آیت غیر منسوخ ہوگی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قول۔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے لازم پکڑو تم تمہاری جانوں کو الخ اس آیت کو آیاتِ منسوخہ کے منجملہ شمار کئے ہیں پس یہاں کیا کہنا چاہیئے۔

جواب: صاحب کشاف و مدارک و بیضاوی اس آیت کی منسوخیت کی وجہ پر متوجہ نہیں ہوئے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ وجہ ضعیف ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک وہ لوگ جو اپنے دین کے فرقے بنا دیئے اور اس سے پہلے وہ گروہ گروہ تھے الخ اس آیت کا حکم آیت سیف سے منسوخ ہے پس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: صاحب مدارک نے خود اس آیت کی منسوخیت کی وجہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور امام زاہدی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ یعنے انکی شفاعت سے تجھے (اے پیغمبرﷺ) کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور معالم التنزیل میں قول اللہ تعالیٰ کا تجھے اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے کے تحت لکھا ہے کہا گیا کہ تجھے اُن کے قتال سے کوئی تعلق نہیں یہ آیت، آیتِ قتال سے منسوخ ہوگئی ہے۔ اور یہ بات ان لوگوں کے قول پر ہے جو اس سے مراد یہود و نصاریٰ لیتے ہیں اور جو لوگ اس آیت سے اہل ہونا کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ **لست منهم فی شئی** سے مراد یہ ہے کہ اے محمدﷺ تم ان سے بری ہو اور وہ لوگ تم سے بری ہیں۔ کہتا ہے اہل زبان یعنی تمام عرب کہتے ہیں جب تم یہ کروگے تو میں تم سے نہیں ہوں اور تم مجھ سے نہیں ہیں یعنے ہم میں سے ہر ایک اپنے صاحب سے بری ہے بیضاوی کشاف اور دوسری تفسیروں کا مضمون اس معنی کے موافق ہے پس آیت مذکورہ کو اس وجہ سے غیر منسوخ کہہ سکتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔ پس اگر وہ جھٹلائیں تجھ کو پس کہہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے اس آیت کے حکم کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: تفسیر مدارک میں اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اے محمدﷺ کہدو میرے لئے میرے عمل کی جزاء ہے اور

تمہارے لئے تمہارے عمل کی جزاء ہے تم بری ہواُس عمل سے جس کو میں کرتا ہوں اور میں بری ہوں اُس عمل سے جس کو تم کرتے ہو پس ہر شخص اپنے عمل کا مواخذہ دار ہے۔صاحبِ مدارک نے منسوخیت کی وجہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔اور تفسیر بیضاوی میں ہے پس اے محمد ﷺ کہد و میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے پس ہم بیزار ہوتے ہیں اُن سے پس میں معذور ہوں۔اور معنی یہ ہے کہ میرے لئے میرے عمل کی جزاء ہے اور تمہارے لئے تمہارے اعمال کی جزاء ہے حق ہو یا باطل ہو تم بری ہواُس عمل سے جس کو میں کرتا ہوں اور میں بری ہوں اس عمل سے جس کو تم کرتے ہو میرے عمل کا موخذہ تم سے نہوگا اور تمہارے عمل کا مواخذہ مجھ سے نہوگا۔اس میں ان سے روگردانی کی طرف اشارہ ہے اور ان کا راستہ چھوڑ دینے کے متعلق اشارہ ہے۔کہا گیا ہے کہ یہ آیت آیتِ سیف سے منسوخ ہے قاضی بیضاوی نے اس آیت کی منسوخیت کی وجہ کو نہایت ضعیف بلکہ باطل قرار دیا ہے جیسا کہ سمجھا جاتا ہے اس کی عبارت سے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔پس جو شخص کہ ہدایت پکڑے تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے نفس کے لئے ہدایت پکڑتا ہے۔اللہ کے قول۔ یہاں تک کہ حکم کرے اللہ اور وہ خیر الحاکمین ہے تک ان دونوں آیتوں کا حکم آیت سیف سے منسوخ ہے پس اس حکم کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: ان آیتوں میں اُن سے منہ پھیر لینے اور ان کے راستے کو چھوڑ دینے پر کوئی دلالت نہیں ہے تاکہ ان کا حکم منسوخ ہو جائے اسی وجہ سے قاضی بیضاوی اور صاحبِ مدارک نے ان دونوں آیتوں کے تحت منسوخیت کی وجہ کا ذکر نہیں کیا ہے ثبوت دلالت کی تقدیر پر بھی اس کا حکم منسوخ نہ ہوگا۔کیوں کہ ان دونوں آیتوں کا حکم مطلق نہیں ہے جس سے ہمیشگی سمجھی جائے بلکہ یہ مقید ہے قول سے اللہ تعالیٰ کے یہاں تک کے حکم کرے اللہ یعنی حکم کرے اللہ تیرے لئے مدد اور قتال کے ساتھ پس اس تقئید وتوقیت (مقیداور موقت ہونے) کی بنا پر ان دونوں آیتوں کا حکم منسوخ نہ ہوگا۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔پس درگزر کر تو اچھا درگزر کرنا اس آیت کا حکم آیت سیف سے منسوخ ہے۔پس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: صاحبِ مدارک اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ منہ پھیر اُن سے عمدگی سے منہ پھیرنا موافق حکم منہ پھیرنے کے۔کہا گیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے اور اگر اس سے مراد مخالف کی جائے تو پھر یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔اس کلام سے معلوم کر اس آیت کی منسوخیت کی وجہ ضعیف ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔پس چھوڑ دے ان کو ان کی گمراہی میں ایک زمانے تک۔اس آیت کا حکم آیت سیف

سے منسوخ ہے پس اس آیت کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: اس سوال کا جواب پہلے سوال کے جواب سے سمجھ میں آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت کا حکم موقت ہے اور موقت منسوخ نہیں ہوتا چنانچہ منار اصول فقہ کی کتاب میں جو ذکر کیا گیا ہے اس سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے اور اس مسئلہ کا حل ایک ایسا حکم ہوتا ہے جو وجود وعدم کا فی نفسہٖ متحمل ہوتا ہے اور منافی نسخ توقیت یا تابید نص یا دلالت کے اعتبار سے اس حکم سے پیچھے نہیں رہتی اسی طرح دوسری کتابوں میں بھی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔ جب ان سے جاہل لوگ مخاطب ہوتے ہیں تو وہ اُن کو سلام کہتے ہیں اس آیت کا حکم آیت سیف سے منسوخ ہے پس اس کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: قاضی بیضاوی اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں کہ آیت قتال اس کے منافی نہیں ہے یعنے آیت قتال اس کی ناسخ نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد جاہلوں سے منھ پھیر لینا اور گفتگو میں ان سے مقابلہ نہ کرنا ہے پس اس وجہ سے آیت مذکورہ منسوخ نہیں ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قول۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں۔ یہ آیت آیتِ سیف سے منسوخ ہے اس کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: مدارک میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ اور جائز ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ تمہارے اعمال کا مواخذہ ہم سے نہ ہوگا اور ہمارے اعمال کا مواخذہ تم سے نہ ہوگا۔ اب ہمارے اور تمہارے درمیان جھگڑا باقی نہ رہا کیوں کہ حق تمہارے سامنے ظاہر ہو چکا ہے اور تم اس سے محجوب ہو گئے ہو اب حجت کی حاجت کیا ہے اور مطلب اس کا یہہ ہے کہ ہمارے درمیان حجت پیش کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے کیونکہ جن کے سامنے حجت پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو انکے سامنے کہا جاتا ہے کہ یہ حجت ہے اور وہ حجت ہے، اور بیضاوی نے اس آیت کے تحت کہا ہے کہ اس آیت میں وہ چیز نہیں ہے جو دلالت کرے کفار کو بالکل چھوڑ دینے پر حتیٰ کہ آیت قتال سے منسوخ ہووے پس اس بناء پر اس کا حکم منسوخ نہ ہوگا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قول۔ تم اہل کتاب سے جدال مت کرو مگر ایسے طریقے کے ساتھ جو احسن ہے۔ یہ آیت قتال کرو تم ان لوگوں سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ کی آیت سے منسوخ ہے پس اس حکم کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: مدارک میں اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ **ولا تجادلوا الداخلین فی الذمة المودین للجزیة** الخ یعنے مت جدال کرو تم ان کافروں سے جو مسلمانوں کے ذمہ میں داخل ہو چکے ہیں جو جزیہ ادا کرتے ہیں مگر

ایسے طریقے سے جو احسن ہو باستثناء ان لوگوں کے جنھوں نے ظلم کیا اور ذمہ کے معاہدہ کو ٹھکرا دیا اور جزیہ دینا موقوف کر دیئے تو ان کیساتھ جدال تلوار کے ذریعہ سے ہوتا ہے پس اس بناء پر یہ حکم منسوخ نہ ہوگا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قول ان کے ستانے کو چھوڑ دے یہ آیت آیتِ سیف سے منسوخ ہے غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: صاحبِ تفسیر مدارک نے اس آیت کے تحت اس کے منسوخ ہونے کا ذکر نہیں کیا ہے اور امام زاہدی اس آیت کی تفسیر میں فرمائے ہیں کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ ان لوگوں کو مت ستاؤ یعنے ان کا کینہ دل میں مت رکھو ان سے آسان طریقہ سے کام لو۔ اس قدر آسان تر فرمانبرداری کی موافقت کیلئے طریقہ اختیار فرمایا کہ اُحد کے دن کفار نے آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کئے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعاءِ خیر فرمائی کہ اے اللہ میری قوم کی ہدایت کر کیوں کہ وہ جانتی نہیں۔ امام زاہدی مذکورہ آیت کو مقاتلہ کی حالت میں قابل عمل فرماتے ہیں پس اس آیت کو آیتِ سیف سے منسوخ نہیں کہہ سکتے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قول۔ پس یا احسان سے اس کے بعد اور یا فدیہ لیکر چھوڑ دینا ہے۔ احسان کرنے کی منسوخیت آیتِ سیف سے ہوگئی پس کس طرح اس آیت کا حکم منسوخ نہ ہوگا۔

جواب: صاحبِ مدارک اس کی وجہ منسوخیت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یا مراد احسان سے یہ ہے کہ ان کو قتل اور قید نہ کر کے ان پر احسان کیا جائے یا ان پر احسان کیا جائے جس کی وجہ سے وہ مطلق العنان ہو کر جزیہ کو قبول کریں اور مراد فدیہ لیکر چھوڑ دینے سے یہ کہ فدیہ لیا جائے اُن کے تو انگر لوگوں سے جو قیدی مشرکین میں سے ہیں۔ طحاوی نے اس کی روایت کی ہے ابو حنیفہؒ کے عمل سے اور پیشواء علماء امام زاہدی اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس وقت بیدار کیا مصطفےٰ ﷺ کو کہ اُن کو قید کرنے کے بعد ان کے ساتھ تین طرح کا معاملہ کر اگر تو چاہے تو ان پر احسان رکھ اور بغیر کسی معاوضہ کو لینے کے اُن کو چھوڑ دے اور اگر تو چاہے تو معاوضہ لیکر چھوڑ اور اگر تو چاہے تو قتل کر اور ان تینوں اقسام میں امام کو اختیار ہے اور رسول ﷺ نے بدر کے دن ان تینوں طریقوں پر عمل فرمایا بعض قیدیوں کو قتل کیا اور بعض کو چھوڑ دیا اور بعض کو فروخت کر دیا۔ قول اللہ تعالیٰ کا۔ یہاں تک کہ رکھے جنگ اپنے بوجھوں کو۔ اور ان تینوں احکام کو ہم نے جائز رکھا یہاں تک کہ رکھے جنگ اپنے بوجھوں کو یعنی جنگ کرنے والے اُن کے ساتھ جنگ کرنے سے بے نیاز ہو کر اپنے ہتھیاروں کو رکھدیں۔ اُن کے اسلام قبول کر لینے سے یا وہ فدیہ دینے پر راضی ہونے سے اور یہ حکم قیامت تک باقی ہے پس اس لئے یہ آیت منسوخ نہیں ہوسکتی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قول ۔اے وہ لوگ جو ایمان لائے جب تم رسول ﷺ سے راز میں کوئی مشورہ کرو تو تمہارے مشورہ سے پہلے صدقہ پیش کیا کرو۔اس آیت کا حکم ۔کیا ڈر گئے تم اس بات سے کہ تم اپنے مشورہ سے پہلے صدقہ پیش کیا کرو۔ کی آیت سے منسوخ ہے پس آیتِ مذکورہ کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: آیتِ مذکورہ جان لیا کہ تم اس کو ہرگز نہ نباہ سکو پس اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔کی آیت سے جو منجملہ اُن آیتوں کے ہے کہ جن کے استحباب کے ثبوت کے مفسرین قائل ہیں سقوط وجوب کے ساتھ پس بنا بریں قول مفسرین کا وجوب ساقط ہو گیا اور استحباب باقی رہا یہ آیت معمول غیر منسوخ ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قول۔تم جو خرچ کئے اس کو مانگ لو اور انہوں نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ اس کو مانگ لیں گے تفسیر مدارک میں ہے کہ مانگ لو تم تمہاری بی بیوں کی مہر کو جو تم نے خرچ کیا ہے جو جا کر کافروں سے مل گئیں ہیں اور اُن سے شادی کر لی ہیں اور اُن کو چاہیئے کہ وہ مانگ لیں اپنی مہاجرہ عورتوں کی مہروں کو جو آ کر شادی کر لئے ہیں یہ اللہ کا حکم ہے یعنے یہ سب جو اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے حکم کرتا ہے اللہ اس کا تمہارے درمیان اب یہ جو کلام ہے یا تو کلام مستانف ہے یا حال ہے اللہ کے حکم سے بر بناء حذف ضمیر کے اور حکم کو حاکم بنایا مبالغہ کے طور پر اور منسوخ قرار دیا پس مہر کا سوال ہم سے اور ان سے باقی نہ رہا۔صاحبِ مدارک کے بیان سے معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ کا حکم منسوخ ہے پس کس طرح کہا جائے گا کہ وہ آیت غیر منسوخ ہے۔

جواب: تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے علماء نے اختلاف کیا ہے اس بات میں کہ آیا واجب ہے عمل اُس پر مال کی واپسی میں آج کیوں کہ شرط معاہدہ کفار میں ہے پس علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ واجب نہیں ہے اور انہوں نے زعم کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور یہ قول عطا مجاہد اور قتادہؓ کا ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہ آیت غیر منسوخ ہے انہوں نے جو کچھ خرچ کیا ہے ان کو واپس کر دیا جائے گا پس جاننا چاہیئے کہ جو جماعت اس آیت کے منسوخ نہ ہونے کی قائل ہے اُن کے موافق مخبر صادق (امام مہدیِ موعود خلیفتہ اللہ علیہ السلام) کا قول ہے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ انکے (مہدیؑ کے) بارے میں فرمایا ہے کہ **یقفو اثری ولا یخطی** (میرے قدم بہ قدم چلے گا اور خطاء نہیں کریگا) پس اس بناء پر کہا جائے گا کہ آیت مذکورہ غیر منسوخ ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔پس دو تم ان لوگوں کو جن کی بیبیاں گئیں مثل اُس کے جو انہوں نے خرچ کیا کیونکہ یہ حکم قرآن میں منصوص ہے اور یہ حکم منسوخ ہو چکا پس اب اس میں کیا کہا جائے گا۔

جواب: شرح منار میں یہ ہے کہ جس مسلمان کی عورت مرتد ہوگئی ہو اور دار الحرب سے جاملی ہو تو مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ مالِ غنیمت سے اس کی مدد کریں اس طرح کہ اس عورت کے شوہر کو جس قدر مہر دیا ہے اس قدر اس کو دیں اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے قول **فعاقبتم** میں اشارہ کیا ہے یعنے پس تم نے سزادی مشرکین کو اُن کو چھین کر اور ان کو غلام بنا کر اور ان کا مال لوٹ کر اور یہ بطریق مندوب تھا منسوخ نہیں ہوا۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک سو چوبیس آیتوں کا حکم آیت سیف یعنی **قاتلوا المشرکین کافة** (اور تم لڑو تمام مشرکین سے) کی آیت سے منسوخ ہوگیا ہے پس آیت مذکورہ کے حکم کو غیر منسوخ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے کہا کہ۔تم عفو کرو اور درگذر یہاں تک کہ لاوے اللہ اپنے امر کو۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور صبر کر یہاں تک کہ اللہ حکم کرے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔اے محمد ﷺ تم منہ پھیر لو اُن سے تھوڑے عرصہ تک۔اس قسم کی آیتیں قرآن شریف میں بہت نازل ہوئی ہیں پس ان آیتوں میں معاف کرنے اور درگذرنے اور صبر کرنے اور منہ پھیر لینے اور اپنے اظہار حلم کا حکم وقتیہ ہے نہ کہ مطلق جس سے ہمیشگی سمجھی جائے اور موقت حکم منسوخ نہیں ہوتا چنانچہ موقت حکم کی تعریف اور تفسیر اصول فقہ کی کتابوں میں بر موقع کی جاچکی ہے پس بنابریں آیات مذکورہ کا حکم منسوخ نہ ہوگا اور جاننا چاہیئے کہ ان آیتوں کا نزول ایک مقدمہ میں ہے یعنی منہ پھیر لینے میں اور اظہار حلم میں اور ان آیتوں میں حکم کے موقت ہونے پر دلیل ظاہر ہے پس باقی آیتیں اس مقدمہ کی جن میں موقت ہونے پر دلیل ظاہر نہیں ہے تو انہی آیتوں کے موافق بیان کرنا چاہیئے اور چاہیئے کہ تو جانے اے منصف کہ میں نے اس سوال کا جواب ایسا دیا ہے جو قبولیت پر مبنی ہے ورنہ ہم کو بظاہر یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ آپ پہلے ان آیتوں کو بتاؤ اس کے بعد پھر ہم جواب دیں گے۔

واضح ہو کہ چند عزیزوں کی خاطر چند سوالات کے جوابات لکھے گئے ورنہ آیات متلوہ کے منسوخ نہ ہونے کا مدعا اس قدر گراں نہیں ہے کہ اس مدعا کے لوگوں پر جہالت اور گمراہی کی طرف منسوب کرسکیں کیوں کہ آیات قرآنی کے منسوخ ہونے کے بارے میں اسلاف کے درمیان بھی اختلاف رہا ہے چنانچہ توضیح اور دوسری کتب فقہ کی عبارت سے سمجھ میں آتا ہے توضیح میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اب رہا منسوخ تو وہ یا حکم اور تلاوت دونوں ہیں تو اس کے متعلق علماء نے کہا ہے کہ کبھی یہ دونوں علماء کی موت سے رفع ہوجاتے ہیں یاں بھولنے اور بھلانے سے رفع ہوجاتے ہیں جیسے ابراہیمؑ کے صحیفے مانند اختلاف کے متشابہات میں کہ جن کی تاویل کو اکثر اسلاف نے جائز قرار دیا ہے اور قرآن کا بھلا دینا نبی ﷺ کے زمانہ میں بھی ہوا اللہ تعالیٰ فرمایا اے محمد ﷺ ہم تم کو قرآن پڑھا دیا کریں گے اب تم نہیں بھولو گے مگر وہ جو اللہ چاہے لیکن رسول علیہ السلام کی

وفات کے بعد پس نہیں (بھولنا بھلانا نہیں) بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے ۔ بیشک ہم ہی نے اتارا ذکر کو اور ہم ہی البتہ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ولیکن فقط حکم یا فقط تلاوت اس کو بعض علماء نے منع کیا ہے۔ کیوں کہ نص حکم کے لئے ہوتی ہے اور حکم نص سے وابستہ ہوتا ہے پس اس وجہ سے ان دونوں کے درمیان انفکاک نہیں ہوسکتا اور ابن یزید نے اللہ کے قول ما ننسخ من اٰیة الخ (منسوخ جو کر دیتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو نازل کر دیتے ہیں اس سے بہتر) کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ پس نہیں باقی رہتی ہے اس کیلئے وہ چیز جو تلاوت کی جائے اور نہ حکم جو لازم آئے چنانچہ روایت کی گئی ہے کہ صحابہؓ کی جماعت نے ایک سورہ یا ایک آیت سیکھی پھر اُس آیت کو پڑھنے کا ارادہ کیا تو پڑھنے پر قادر نہ ہو سکے اور کبھی انہوں نے سفید ورق کو پایا اور اُس کی رسول ﷺ کو خبر کی تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ وہ منسوخ ہو چکی ہے یا یہ فرمایا کہ گذشتہ رات میں اُٹھالی گئی اور شرح منار میں روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی نماز میں سورۂ مومنین پڑھا اور اس میں سے ایک آیت بھول گئے جب آپ کو خبر کی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں اُبَی نہ تھا اُبَی نے کہا کہ کیوں نہیں میں تو حاضر تھا۔ پس رسول ﷺ نے فرمایا کیا تو نے یاد دلایا۔ اُبَیؓ نے عرض کیا کہ میں نے گمان کیا کہ وہ منسوخ ہو چکی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اگر وہ آیت منسوخ ہو جاتی تو میں تم کو اطلاع کر دیتا۔ اور شرح مذکور میں ہے۔ اور لیکن نوع ثانی (حکم) اور نوع ثالث (تلاوة) یہ دونوں جمہور کے پاس جائز ہیں اس سے بعض نے خلاف کیا ہے یہاں تک کہ اُن لوگوں نے کہا کہ نص سے مقصود حکم کا بیان کرنا ہے پس نص بغیر حکم کے باقی نہی رہے گی یعنی خالی ہونا اُس کا امر مقصود سے اور جو حکم نص سے ثابت ہوتا ہے بغیر نص کے باقی نہیں رہیگا کیوں کہ حکم جیسا کہ بغیر سبب کے ثابت نہیں ہوتا ہے بغیر سبب کے بھی باقی نہیں رہیگا۔

اب اے عزیزانِ دیندار اور اے دوستانِ تقویٰ شعار بعد ثابت ہوجانے نقل مہدی علیہ السلام کے اور واضح ہوجانے اختلافات علماء تفسیر کے آیاتِ مذکورہ کے بیان میں اور قول بعض مجتہدوں اور مفسروں کا آیات متلوہ کے نسخ کے ناجائز ہونے کے متعلق ہم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم کہیں کہ قرآن شریف میں کوئی آیت متلوہ ایسی نہیں ہے کہ تمام اوقات میں تمام وجوہ کے ساتھ اُس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا ہے کہ ہمارے اس اعتقاد کی وجہ سے ہم جاہل اور بدعتی بنیں غور وفکر کے ساتھ بات کرنی چاہیئے نہ کہ غلبہ کے طریقہ پر عقلمند کی شرط یہ ہے کہ ہر باب میں انصاف کے رشتہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑے کیونکہ دین سراپا انصاف ہے مذکورہ سوالات کے جوابات اللہ کی مدد اور توفیق سے تمام ہو گئے۔

پریشان حال کے دوست اور شکستہ بازو کے اصحاب بہ تحقیق جانیں کہ ضرورۃً اس بحث میں وہ باتیں لکھدی گئیں ورنہ فقیر کہاں اور علمی بحث کہاں فقیر کے لئے ایک بڑا کام درپیش ہے اور ایک بھاری بوجھ اس کی پیٹھ پر ہے کہ اُس کام کی فکر اور اُس بوجھ دہشت ایک دن میں سو بار بلکہ سو ہزار بار اس فقیر کی کمر کو توڑ دیتی ہے اور اس فقیر کی عقل اور ہوش کو برباد کر دیتی ہے

چنانچہ وہ شخص جس پر ایسے ہی کام کا بوجھ پڑ گیا تھا کہتا ہے کہ:

رباعی

جب تک ایک بال برابر بھی تجھ میں ہستی (خودی) باقی ہے
بے فکر مت بیٹھ کہ بت پرستی باقی ہے
تو نے کہا بت اور زنار کوتوڑ دیا رھائی پایا
وہ بت کو توزنار کو توڑدیا باقی ہے

مولانا عبدالرحمٰنؒ کیا اچھا کہتے ہیں کہ:

پردوں کے اٹھانے میں کوشش کرنہ کہ کتابوں کے جمع کرنے میں
کتابوں کو جمع کرنے سے پردے نہیں اٹھتے ہیں
کتابوں کو جمع کرنے میں پردے پیدا ہوتے جاتے ہیں
ان سب کو لپیٹ کر رکھدے اللہ کی طرف لوٹ اور توبہ کر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔اے محمد ﷺ جب تم فارغ ہوجاؤ (تبلیغ احکام سے) تو ہماری طرف لگ جاؤ اور ہماری طرف راغب ہوجاؤ۔

بیت

دوئی شرک ہے اس سے گذر جا موحد بن اور یکتا ہو
ماسویٰ اللہ کے وجود کو لاکے ساتھ ختم کردے اللہ میں فنا ہوجا
اور وہی اللہ ہے اس کے سوائے کوئی معبود (اللہ) نہیں ہے
اسی کے لئے حمد ہے دنیا اور آخرت میں اسی کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹو گے
میں نے کہا کہ تو اس زیبائی کے ساتھ کس کیلئے ہے
اس نے کہا کہ خود کیلئے ہوں کہ خود میں یکتائی (ایک ہی ایک) ہوں
میں خود ساقی ہوں حریف ہوں اور پیمانہ بھی ہوں

میں خود آئینہ ہوں جمال بھی ہوں اور بینائی بھی ہوں

اور درود نازل کرے اللہ اپنے خیر خلق محمد ﷺ اور اور آپ ؐ کی تمام آل پر

مترجم

حضرت پیر و مرشد مولٰنا میاں سید دلاور عرف گورے میاں صاحب مہدویؒ

سابق سرپرست دارالاشاعت جمعیۃ مہدویہ ہند

حیدرآباد ۔ اے. پی

ناشر: محمد انعام الرحیم خاں مہدوی